نمبر ۱۴۲ | مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۴ صفر ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۸ مئی بوقت ۵ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

۲۷ مئی لوکل انجمن کے زیر انتظام ایک تبلیغی جلسہ بعد نماز مغرب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کی صدارت میں مسجد محلہ دار الرحمت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولوی ظل الرحمن صاحب اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب پر تقریریں کیں۔

مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب ضلع فیروز پور میں مناظرات کے لئے روانہ کئے گئے ہیں۔

ایک مقدمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی شہادت

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا۔ کہ میرزا اکرم بیگ صاحب نے ۱۹۲۰ء میں قادیان میں اپنی مملوکہ جو زمین فروخت کی تھی۔ اس کے متعلق ان کے لڑکے نے دعوےٰ استقراریہ دائر کر رکھا ہے جو سینیر سب جج صاحب گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس مقدمہ میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی شہادت چند روز ہوئے ہو چکی ہے جس میں آپ اس بیع کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈال چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مدعی کے اصرار پر عدالت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو سمن بھیجدیا جس پر حضور ۲۵ مئی ۱۹۳۳ء گورداسپور تشریف لے گئے۔

حضور ساڑھے نو بجے کے قریب گورداسپور پہونچ گئے۔ اور معہ خدام ڈاک بنگلہ میں مقیم ہوئے۔ پونے گیارہ بجے کے قریب کچہری تشریف لے گئے۔ اور گیارہ بجے مجسٹریٹ صاحب نے حضور کو ادائے شہادت کے لئے اندر بلایا۔ چونکہ بوقت شہادت حضور کھڑے تھے۔ اس لئے تمام احمدی احباب جو اس وقت کثیر تعداد میں وہاں موجود تھے حضور کے احترام میں کھڑے رہے۔

مدعی کے وکیل لالہ موتی رام صاحب نے بعض سوالات دریافت کئے جو حضور کے جوابات کے ساتھ درج ذیل ہیں:-

س۔ آپ کا پرسنل اکاؤنٹ ہے یا نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جدی جائداد یا اس جائداد کا کوئی حساب کتاب ہے۔ جو آپ خریدتے ہیں؟

ج۔ یہ تمام حساب کتاب میرے چھوٹے بھائی میرزا بشیر احمد صاحب رکھتے ہیں۔

س۔ جس جائداد کے متعلق یہ مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کا کوئی

۲۷ مئی منشی محمد حمید صاحب کارکن دفتر بیت المال نے اپنے ولیمہ کی دعوت کی۔

حساب کتاب آپکے پاس ہے ؟

ج ۔ میرے پاس کوئی حساب نہیں ۔ میرزا بشیر احمد صاحب کے پاس ہے ؟

س ۔ اس جائداد کا روپیہ کہاں سے دیا گیا ؟

ج ۔ مختلف دوستوں نے حصے خرید کر روپیہ جمع کیا تھا ۔ اگرچہ اس کے لئے تحریک میری طرف سے ہوئی تھی ۔

س ۔ اس کے متعلق کوئی حساب آپ کے پاس ہے ۔

ج ۔ میرے پاس اس کا کوئی حساب نہیں ۔ اس میں کچھ حصہ ہمارا ذاتی تھا ۔ جس کا حساب میرزا بشیر احمد صاحب کے پاس ہوگا اور کچھ صدر انجمن احمدیہ نے خریدا تھا جس کا حساب اس کے پاس ہوگا ۔

س ۔ اس سودا میں اور کتنے حصہ دار تھے ۔

ج ۔ قانوناً تو ہم تینوں بھائی ہی تھے ۔ مگر روپیہ اور لوگوں سے بھی لیا گیا تھا ۔ اور ان کا بھی حصہ تھا ۔ اس لئے وہ بھی اس میں شامل سمجھے جاسکتے ہیں ؟

س ۔ آپ کا اس میں کتنا حصہ تھا ۔

ج ۔ ہم تینوں بھائیوں کا غالباً ½ ۲۔ ہزار کا حصہ تھا

س ۔ اس کا حساب کس کے پاس ہے ۔

ج ۔ میرزا بشیر احمد صاحب کے پاس ۔ میں جب یہ کہتا ہوں کہ ان کے پاس ہے ۔ تو میرا مطلب یہ ہے ۔ کہ ان کے پاس ہونا چاہیئے ۔ یہ مجھے معلوم نہیں ۔ کہ فی الواقعہ ہے بھی یا نہیں ؟

س ۔ آپ کو سمن میں لکھا تھا ۔ کہ آپ کے قبضہ یا اختیار میں جو حسابات ہوں ۔ وہ پیش کریں ۔ کیا آپ لائے ہیں ؟

ج ۔ میرے پاس کوئی حساب ہے ہی نہیں ۔

س ۔ جو آپ کے بھائی کے قبضہ میں ہے ۔ وہ آپ لا سکتے تھے ۔

ج ۔ ہاں لا سکتا تھا ۔

س ۔ پھر کیا لائے ہیں ؟

ج ۔ میں نے خیال کیا ۔ کہ وہ خود پیش ہو چکے ہیں ۔ اس لئے اس کی ضرورت نہیں ۔

س ۔ اس زمین کے باقی حصہ دار کون تھے ۔

ج ۔ مجھے معلوم نہیں ۔ میں نے صرف اپنی جماعت میں تحریک کر دی تھی ؟

س ۔ آپ صدر انجمن احمدیہ سے حساب طلب کر کے پیش کر سکتے تھے ۔

ج ۔ یوں تو میں ہر احمدی کا حساب پیش کرسکتا ہوں ؟

اس پر عدالت نے وکیل سے دریافت کیا ۔ کہ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس نے جواب دیا کہ میں صحیح رقم معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔ جو دی گئی تھی ۔ عدالت نے کہا ۔ کہ رقم تو خود مرزا اکرم بیگ نے اپنی شہادت میں تسلیم کی ہے ۔ مگر خیر جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں ۔ پوچھیں ۔

اس کے بعد وکیل مدعی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے دریافت کیا ۔ کہ کیا آپ کو اب تک پتہ نہیں ۔ کہ اس بیع میں کون کون حصہ دار ہیں ؟

ج ۔ بعض کے نام میں نے سُنے ہیں ۔ مگر حساب وغیرہ نہیں دیکھے

س ۔ ان بعض کے نام کیا ہیں ؟

اس پر عدالت نے کہا ۔ کہ سماعی بات کو ریکارڈ پر لانے کی ضرورت نہیں ؟

س ۔ صدر انجمن کا ریکارڈ آپ ساتھ لائے ہیں ؟

ج ۔ میں نہیں لایا ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ قانوناً میں ایسا کرنے کا پابند نہیں ہوں ۔ صدر انجمن ایک رجسٹرڈ باڈی ہے جس کا صدر علیحدہ ہے ۔ سیکرٹری علیحدہ ہے ۔ محاسب علیحدہ ہے ۔ میں تو اس کا ممبر بھی نہیں ۔ اس لئے وہ مجھ سے طلب نہیں ہونا چاہیئے تھا

س ۔ زمین کا جو حصہ آپ نے خرید اوہ آپکے پاس ہی ہے ۔

ج ۔ مجھے ان تفصیلات کا علم نہیں ۔ میاں بشیر احمد صاحب کو یہ باتیں معلوم ہیں ۔

س ۔ اس زمین کے قرب وجوار میں آپ کی اپنی کوئی زمین بھی فروخت ہوئی ہے ؟

ج ۔ میں نہیں کہہ سکتا ؟

س ۔ کیا سارا خرید کردہ پلاٹ اب تک آپکے قبضہ میں ہے

ج ۔ میں نہیں کہہ سکتا ۔

س ۔ صدر انجمن نے جو حصہ خریدا تھا ۔ وہ اس کے پاس ہے یا اس نے کچھ حصہ اس میں سے منتقل کیا ہے ۔

ج ۔ مجھے اس کا علم نہیں ۔

س ۔ اور حصہ داروں کا بھی آپ کو علم نہیں ہوگا

ج ۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سے میں نے سُنا ہے کہ انہوں نے بھی ایک ٹکڑا خریدا تھا ۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے ۔ کہ یہ قطعہ اسی رقبہ میں سے ہے ؟

س ۔ جب آپ نے اراضی متنازعہ خریدی ۔ آپ کو کچھ علم ہے ۔ کہ اس وقت زمین کا کیا نرخ تھا ۔

ج ۔ نہیں ۔ مجھے علم نہیں ۔ ہاں اس سے دو تین سال قبل یعنی غالباً ۱۹۱۸ء میں میرزا اکرم بیگ صاحب نے ۷۵ گھماؤں اراضی سردار تیجا سنگھ صاحب کے پاس فروخت کی تھی جو ہم نے اس سے اٹھارہ ہزار روپیہ میں خریدی تھی ۔ اور یہ میں اس طرح جانتا ہوں ۔ کہ اس زمانہ میں کچھ عرصہ کے لئے زمینوں وغیرہ کا کام میرے پاس تھا ۔ مگر حساب کتاب اس وقت بھی میرے پاس نہیں تھا ۔ بلکہ میرے مختار کے پاس ہوا کرتا تھا ؟

س ۔ جو زمین آپ نے سردار تیجا سنگھ سے خریدی کیا اس کی حیثیت کیا تھی ۔ اور ج ۔ مجھے اس کا علم نہیں ۔ ہاں وہ شہر کی حد کے پاس سے شروع ہوتی تھی ۔ (س) یہ زمین جو مرزا اکرم بیگ سے خریدی گئی ۔ وہ آبادی کے قریب ہے ۔ یا دُور ۔ (ج) اس کے بعض حصے نزدیک ہیں ۔ اور بعض اس سے دُگنے فاصلہ پر ہیں ۔ (س) قادیان کی ایکسٹینشن کب سے شروع ہے ۔ (ج) مجھے معلوم نہیں ۔ ہماری پیدائش سے پہلے سے ہو رہی ہوگی ۔ کیونکہ دُنیا میں بستیاں بڑھتی ہی رہتی ہیں ۔ (س) زیادہ وسعت قادیان کی آپکے والد صاحب کے زمانہ میں ہوئی ۔ (ج) ان کے زمانہ میں اس کی ابتدا ہوئی ۔ اور میرے زمانہ میں زیادہ ترقی ہوئی ۔ (س) آپ کے والد صاحب کی وفات کب ہوئی (ج) ۱۹۰۸ء میں

اس کے بعد وکیل نے اپنے مؤکل سے مشورہ کر کے سوالات بند کر دیئے ۔ اور مدعا علیہ کے وکیل لالہ سنت رام صاحب نے حضور سے دریافت کیا ۔ کہ جو رقبہ سردار تیجا سنگھ سے آپنے خریدا ۔ کیا وہ اراضی متنازعہ سے علیحدہ ہے ۔ جس کا جواب حضور نے اثبات میں دیا ۔ مگر عدالت نے کہا کہ یہ بات اوپر آچکی ہے ۔ اس سوال کی ضرورت نہیں ۔ اس کے بعد حضور کمرہ عدالت سے باہر تشریف لے آئے ۔ اور تھوڑی دیر ڈاک بنگلہ میں قیام کرنے کے بعد اسی روز بعد دوپہر قادیان واپس تشریف لے آئے ۔ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر لاہور اور شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ جو اس موقعہ پر گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے وہ گورداسپور سے ہی واپس تشریف لے گئے ۔

خان خالق داد خاں صاحب کی تبدیلی

خان خالق داد خاں صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کا جو بٹالہ میں مجسٹریٹ علاقہ کے طور پر تعینات تھے ۔ جالندھر تبادلہ ہو گیا ۔ علاقہ کے معززین نے اس موقعہ پر خانصاحب موصوف کے متعلق مختلف رنگوں میں عمدہ جذبات کا اظہار کیا ۔ اور ان کی روانگی کے وقت ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا جس سے ظاہر ہوتا تھا ۔ کہ تھوڑے سے عرصہ میں خانصاحب نے اپنے اچھے اخلاق ۔ اور عمدہ سلوک سے کس طرح لوگوں کو گرویدہ بنالیا ہے ۔ آپ محنت اور دیانتداری سے اپنے فرائض ادا کرنے والے افسر ہیں ۔ اور ان فرائض کی ادائگی میں خوش خلقی اور حسن سلوک کو خاص طور پر مدنظر رکھتے ہیں ۔ اگرچہ ہمیں افسوس ہے کہ خانصاحب موصوف ایسے قابل افسر کا ہمارے علاقہ سے تبادلہ ہو گیا لیکن اس بات کی خوشی بھی ہے ۔ کہ ان کی جگہ جو صاحب تشریف لائے ہیں ۔ اور جن کا نام سردار غلام حسین صاحب ہے ۔ ان کی بھی بہت عمدہ شہرت سنی جاتی ہے ۔ ہم اس علاقہ میں تشریف لانے پر انہیں خوش آمدید کہتے ہیں

پولیس تھانہ دھاریوال کی فرض شناسی

بعض دیہات قادیان کے اردگرد کے دیہات کے سکھ کسی احمدی کو یا کسی احمدی بچہ کو اکیلا دوکیلا دیکھ کر شرارت کر بیٹھتے ہیں ۔ چنددن ہوئے جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کا ۱۲ سالہ لڑکا معہ ایک اور ہم عمر لڑکے کے سائیکل پر ۲-۳ میل دُور نہر تک بطور سیر گیا ۔ جب وہ واپس آرہے تھے ۔ تو نہر کی پٹری پر تین سکھوں نے ان کا رستہ روک کر اور کلہاڑی سے ڈرا کر سائیکل چھین لیا ۔ اگرچہ سائیکل بذات خود اتنی اہمیت نہ رکھتا تھا ۔ کہ چھیننے والوں کی تلاش وجستجو جس میں بہت سی مشکلات حائل تھیں ۔ جاری رکھی جاتی ۔ لیکن ہوسکتا تھا ۔ کہ اس طرح کے بیہودہ حرکت کرنے والے یا ان جیسے اور شریر اس واقعہ سے جرأت پا کر کسی زیادہ سنگین جرم کا ارتکاب کرتے ۔ اور بہت زیادہ نقصان پہونچاتے ۔ اس لئے ان کو گرفتار کرانا ضروری سمجھا گیا ۔ چونکہ یہ وقوعہ تھانہ دھاریوال میں ہوا تھا ۔ اس لئے اس تھانہ میں اطلاع دی گئی ۔ اور چودھری نند لال صاحب سب انسپکٹر پولیس اور ان کے عملہ نے دن رات کی تگ ودو کے بعد ملزمین کو گرفتار کر لیا ۔ اور سائیکل بھی برآمد کر لیا ۔ اب حالات علالت ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

سود خوار مہاجنوں کے بے انتہا مظالم کا نتیجہ

سود خواروں کے مظالم

ہندوستان کے ہر حصہ میں سود خوار مہاجنوں نے قیامت برپا کر رکھی ہے۔ وہ حاجتمند لوگوں کو ایک قلیل سی رقم قرض دے کر پھر ساری عمر ان کی گلو خلاصی نہیں کرتے۔ سود در سود کا ایسا لا متناہی سلسلہ چلتا ہے۔ کہ مقروض بے چارہ زندگی بھر اس میں جکڑا رہتا ہے۔ اور مرنے کے بعد اپنی اولاد کو اپنی جگہ پھنسا جاتا ہے۔ اس کی آمدنی کا ایک ایک پیسہ اور اسکی پیداوار کا ایک ایک دانہ مہاجن سمیٹ کرلے جاتا ہے۔ اس کی تمام کی تمام جائداد پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اس کے گھر کا سارے کا سارا مال و اسباب ہتھیا لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی عزت و آبرو اور ننگ و ناموس کو بھی کھلے بندوں برباد کر دیتا ہے۔

مقروض کی عبرتناک حالت

باوجود ان سب تباہیوں اور بربادیوں کے باوجود ان ساری ذلتوں اور رسوائیوں کے مقروض کو سود خوار کے پنجۂ بیداد سے مخلصی پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ مخلصی پانا تو الگ رہا۔ بھرا گھر برباد ہو جانے۔ باپ دادا کی جائداد چھن جانے۔ بال بچوں کے در بدر ٹھوکریں کھانے۔ اور ذلت و رسوائی کے انتہا تک پہونچ جانے حتیٰ کہ عبرت کی نہایت ہی دردناک تصویر بن جانے پر بھی اسے اتنی بھی توقع نہیں ہوتی کہ جس ظالم اور ستم پیشہ کے ہاتھوں میں اس حد کو پہونچا ہوں اور جو میری ساری بربادی و تباہی کا موجب ہے۔ اس کے دل میں میری یہ حالت دیکھ کر رحم کا ایک ذرہ بھی موجود ہو۔ بلکہ وہ یہی سمجھتا ہے کہ جیتے جی اس ہولناک مصیبت سے بچنا محال ہے جس میں سود خوار مہاجن نے مبتلا کر رکھا ہے۔

حکومت کی عدم توجہ

قرضداروں کے ان حالات کو ایک طرف تو موجودہ زمانہ کی کساد بازاری اور اجناس کے نرخوں کی کمی نے۔ اور دوسری طرف سرمایہ داروں اور سود خواروں کی اس رعونت نے جو پہلے ہی بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ اور جس میں کانگرس کی خلاف قانون اور خلاف امن تحریکوں نے بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ بہت نہایت ہی دردناک بنا دیا ہے۔ جن کی طرف ایک عرصہ سے حکومت کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔ اور حکومت کو بھی اس بارے میں کچھ نہ کچھ احساس ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت تک عملی طور پر اس نے کچھ نہیں کیا۔ اور قرضداروں کو جن کا زیادہ حصہ زمینداروں پر مشتمل ہے۔ اور جن کی زمینیں ان کو سود خواروں کے پنجہ میں گرفتار کرانے کا موجب ہوئیں۔ تباہی و بربادی سے بچانے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ حالانکہ زمیندار طبقہ خصوصاً پنجاب کا زمیندار طبقہ گورنمنٹ کے لئے ریڑھ کی ہڈی سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ حکومت کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور دوسری طرف فوجی بھرتی کے لئے نوجوان اسی طبقہ سے حاصل کئے جاتے ہیں۔

پنجاب کے زمینداروں کی حالت

پنجاب کے زمینداروں کی جو حالت سود خوار مہاجنوں نے بنا رکھی ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۲۹ء میں جب قرض کی رقم کا اندازہ لگایا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پنجاب میں زمینداروں کے ذمہ ایک ارب ۳۵ کروڑ روپیہ سود خواروں کا قرض ہے۔ یہ رقم سارے صوبہ کی سرکاری سالانہ آمدنی سے بارہ گنا زیادہ ہے۔ اور اس میں اس قدر سالانہ سود کا اضافہ ہوتا ہے۔ جو صوبہ کی سرکاری آمدنی کے مقابلہ میں دوگنا ہے۔ گویا حکومت ہر قسم کے ٹیکسوں وغیرہ سے سالانہ جتنی رقم پنجاب کی تمام آبادی سے وصول کرتی۔ اور ملک کے انتظام اور رفاہ عام کے کاموں پر صرف کرتی ہے۔ اس سے دوگنی رقم پنجاب کے سود خوار صرف اپنے مقروضوں سے سالانہ وصول کر کے۔ یا ان کے ذمہ ڈال کر اپنے گھر بھر رہے ہیں۔ اور جب کچھ عرصہ سے زمینداروں کے لئے حکومت کا لگان ادا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور حکومت کو انہی مشکلات کو دیکھ کر کچھ حصہ کی معافی کا بھی اعلان کرنا پڑا۔ تو سود خواروں کی اس سے دوگنی رقم کا بوجھ زمینداروں کے لئے جس قدر ناقابل برداشت ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب روز بروز اس بوجھ میں ہولناک اضافہ ہوتے رہنے کے ساتھ ہی مہاجنوں کے مظالم اور تشدد میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہو۔ تو اس کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے۔

ہر امن پسند کا فرض

پس ہر ایک امن پسند کا فرض ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ان حالات کی اصلاح کے لئے کوشش کرے۔ جو سود خواروں کے تباہ کن طریق عمل سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جن کا نتیجہ ملک میں بد امنی اور بے چینی ہو سکتا ہے۔

ہندوؤں کا شور

لیکن نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ کہ ہندو لیڈر اور ہندو اخبارات نے اس امر سے بھی قطع نظر کرتے ہوئے کہ سود خواروں کے مظالم کے ہندو زمیندار اور دوسرے لوگ بھی اسی طرح تختہ مشق بنے ہوئے ہیں جس طرح مسلمان زمیندار اور دوسرے پیشہ ور لوگ کچھ عرصہ سے یہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ حکومت کو نہ صرف سود خوار مہاجنوں کی حفاظت کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ بھی انتظام کر دینا چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ مقروضوں سے وصول کرنا چاہیں۔ یا بالفاظ دیگر جس طرح ان کی کھال اتارنا چاہیں۔ بآسانی اتار سکیں۔

سود خواروں کے قتل کے واقعات

اسی سلسلہ میں کئی بار پنجاب کونسل میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ کتنے ساہوکار قتل کئے گئے ہیں۔ حال میں اسی قسم کے سوال کے جواب میں حکومت نے گذشتہ ایک سال کے متعلق یہ بیان دیا۔ کہ نومبر ۱۹۳۱ء سے لے کر نومبر ۱۹۳۲ء تک انیس سود خوار مارے گئے۔ اس پر ہندو اخبارات حسب معمول شور مچاتے ہوئے جہاں یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ

”گورنمنٹ ان پے در پے قتلوں کا تدارک کرے“

وہاں ہندوؤں کو یہ بتا رہے ہیں۔ کہ

”حکومت کے کان اس وقت تک کوئی آواز سننے کے عادی نہیں۔ جب تک کانوں کو بہرے کر دینے والی صدائیں بلند نہ کی جائیں“ (ملاپ ۲۶ مئی)

ظالم کی حمایت

ہندو چونکہ اس قسم کا شور مچانے کے عادی ہیں۔ جو حکومت کے کان بہرے کر دے۔ اس لئے وہ ایک ظالم اور جفا پیشہ طبقہ کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہوئے یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ حکومت بجائے اس کے کہ اپنی رعایا کے بہت بڑے حصہ کو ایک نہایت ہی قلیل التعداد گروہ کی ستم آرائیوں سے بچانے کا کوئی انتظام کرے۔ کلیتہً اسی کے حوالے کر دے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا اس طرح وہ بے چینی۔ اور اضطراب دور ہو جائیگا۔

جو سود خواروں کے مظالم کی وجہ سے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور جس کے نتیجہ میں کبھی نہ کبھی تنگ آمد بجنگ آمد تک نوبت پہنچ جاتی ہے ؞

قتل کیوں ہوتے ہیں

در اصل بات یہ ہے۔ کہ جب تک سود خواروں کی بلا کے تسلط سے عوام کو رہائی حاصل نہ ہوگی۔ اس وقت تک اس خونخوار طبقہ کے مظالم بھی بند نہ ہونگے۔ اور جب تک مظالم کا انسداد نہ ہوگا۔ اس وقت تک قتل وغیرہ کے حادثات کے بند ہونے کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔ ایسا واقعہ اسی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ جبکہ ظالم کا ظلم مظلوم کی قوت برداشت سے بڑھ جاتا ہے۔ اس حالت میں وُہ زندگی کی بجائے مَوت کو ترجیح دیتا ہے۔ اور چونکہ شدت تکالیف و مصائب کی وجہ سے دماغی توازن قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے خود مَوت کے سمندر میں چھلانگ مارتا ہُوا۔ اس کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لے جاتا ہے۔ جسے اپنی ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے۔ کوئی عقلمند انسان ایسے واقعات کے انسداد کا یہ طریق نہیں خیال کر سکتا۔ کہ جو مظالم ایسے واقعات کا موجب ہو رہے ہیں۔ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو اور زیادہ دلیر اور مضبوط بنا دیا جائے۔ لیکن افسوس کہ ہندو یہی چاہتے ہیں۔ اور اسی بات کا حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں ؞

بڑا ظالم کون ہے

کہا جاتا ہے۔ کہ ایک سال میں پندرہ بیس سُود خوار ساہوکاروں کا قتل ہو جانا بہت بڑا ظلم ہے۔ اس کا انسداد ہونا چاہیئے۔ چونکہ کسی کو قتل کرنا خلاف قانون اور امن شکن فعل ہے۔ اس لئے ہم بھی اسے جائز نہیں سمجھتے۔ اور اس کی پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ کئی لاکھ انسانوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے والے انہیں نانِ شبینہ تک کا محتاج بنا دینے والے۔ ان کے ننگ و ناموس تک کو برباد کرنے میں دریغ نہ کرنے والے اور انہیں زندہ درگور کر دینے والے سود خوار مہاجن جو ظلم کر رہے ہیں۔ وُہ کتنا بڑھا ہُوا ہے بے شک جُرم ہر حالت میں ہی جرم ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو ہجوم مصائب میں گھرا ہُوا ہو۔ جو مخلصی کی کوئی صورت نہ پاتا ہو۔ جو اپنے لئے زندگی کا ہر رستہ مسدود دیکھتا ہو۔ اور جس کے لئے سود خوار مہاجن کا وجود ملک الموت سے زیادہ خوف و دہشت پیدا کرنے والا ہو۔ وُہ اگر اس حالت میں اپنا اور اپنے برباد کرنے والے کا خاتمہ کر دینے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اس کے جرم کی نوعیت وُہ نہیں ہو سکتی۔ جو ایک ایسے شخص کے جرم کی ہے جس کا کام ہی تھوڑی تھوڑی رقوم دیکر بیسیوں آدمیوں کی زندگی کو موت سے بدتر بنا دینا ہے جو غریبوں کا خون چوس چوس کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور ہزاروں۔ لاکھوں روپیہ پاس ہونے کے باوجود غریبوں۔ اور بے کسوں کو فاقوں میں رکھنا اس کا دلپسند شغل ہے ؞

مقروض کا قتل

سُود خوار مہاجن اگر اپنے مقروض کی جان نہیں لیتا۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ وُہ بڑا رحم دل ہے۔ بلکہ اس کے مد نظر یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر مقروض زندہ رہے گا۔ تو کچھُ نہ کچھ اس سے وصول ہوتا رہے گا۔ ورنہ جہاں یہ امید نہ ہو۔ وہاں اس پہلو میں بھی انتہا کو پہونچ جاتا ہے۔ چنانچہ چند ہی دن ہُوئے۔ بعض ہندو اخبارات نے یہ خبر شایع کی تھی۔ کہ جگہ ضلع جالندھر کے ساہوکار سیٹھ منگو مل اور اس کے دو لڑکوں کو ایک سکھ زمیندار دولا سنگھ کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیٹھ اور اس کے لڑکے مقتول سے قرضہ وصول کرنے اس کے گاؤں میں گئے۔ جہاں فریقین میں لڑائی ہو گئی۔ اور مقتول ضربات کی وجہ سے ہلاک ہو گیا ۔" (پرتاپ ۶ مئی)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ قرضخواہ ہی قتل نہیں کئے جاتے مقروض بھی قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جو روش ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں نے سود خوار مہاجنوں کی حمایت میں اختیار کر رکھی ہے۔ وُہ اگر جاری رہی۔ تو ایسے واقعات میں روز بروز اضافہ ہونا یقینی ہے۔ سود خوار مالدار ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ایسے حمائتیوں کا مہیا کر لینا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ جو ان کی خاطر تشدد کا ارتکاب کریں۔ اور اس طرح نہایت خطرناک حالات پیدا ہو جانے کا ڈر ہے ؞

غرض جب تک سود خواروں کے مظالم کا تدارک نہ ہوگا ان کے آہنی پنجہ سے غربا کی گردنیں نہ چھڑائی جائیں گی۔ اس وقت تک سود خواروں۔ اور قرضداروں کی کشمکش کا جاری رہنا۔ بلکہ افسوسناک نتایج پیدا کرنا لازمی بات ہے۔ اس طرف نہ صرف گورنمنٹ کو پُوری توجہ دینی چاہیئے۔ بلکہ ہر قوم کے امن پسند اصحاب کو بھی ضروری کوشش کرنی پڑے ؞

احمدی نوجوانوں کو ضروری مشورہ

ایک گزشتہ پرچہ میں اپنے ایک عزیز نوجوان عبدالرحیم صاحب شبلی ابن جناب قاضی اکمل صاحب کا ایک ضروری مضمون تجارتی تعلیم کے متعلق شایع کیا جا چکا ہے۔ ہماری جماعت کے ان نوجوانوں کو جو اس سال الیف۔ اے کا امتحان پاس کریں۔ اس ضروری مشورہ کی طرف ضرور متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور احمدی والدین کو اپنے بچوں کو تجارتی تعلیم دلانے کی خاص کوشش کرنی چاہیئے۔ افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں نے اور خاص کر احمدی نوجوانوں نے حکومتِ پنجاب کے اس کالج سے جو "ہیلی کالج آف کامرس" کے نام سے لاہور میں سنہ ۱۹۲۷ء سے قائم ہے۔ اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور نہ صرف ذاتی طور پر تجارتی کاروبار کرنے کے لحاظ سے۔ بلکہ سرکاری ملازمتوں کے لحاظ سے بھی جو اس کالج کے پاس شدہ نوجوانوں سے مخصوص ہیں سخت گھاٹے میں رہے ہیں ؞

الیف۔ اے پاس طلباء کو ضرور اس کالج میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے ؞

مہاراجہ صاحب الور کا انجام

آخر مہاراجہ صاحب الور کو وُہ روز بد دیکھنا ہی پڑا۔ جس کے اسباب انہوں نے اپنے اور اپنے غلط کار اور متعصب ہندو مشیروں کے ذریعہ پیدا کئے۔ الور کے مسلمان ایک عرصہ سے نہایت تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور جب ان کے مصائب حد سے بڑھ گئے۔ تو انہوں نے مہاراجہ بہادر کو اپنی حالتِ زار کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر بجائے اس کے کہ ان کی دادرسی ہوتی۔ مزید تشدد اور جبر سے ان کا مُونہہ بند کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے لیے ایک طرف ظلم و ستم کو انتہا تک پہنچا دیا گیا۔ نہتے مسلمانوں پر گولیوں کی بارش کی گئی۔ انہیں جیلخانوں میں ڈال دیا گیا۔ اور بہت سے لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ریاست سے نکل جانے پر مجبور ہو گئے۔ دوسری طرف ایک دو مسلمان جو اعلےٰ عہدوں پر مقرر تھے محض اس شبہ میں کہ انہیں مسلمانوں سے ہمدردی ہے چند گھنٹوں کا نوٹس دے کر ریاست سے نکال دیئے گئے۔ اور اس طرح سمجھ لیا۔ کہ مظالم کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھ سکے گا۔ لیکن وُہ خُدا جو مظلوموں کی سنتا ہے۔ اس کی گرفت سے کون بچ سکتا ہے۔ اس نے مہاراجہ صاحب کو بتا دیا۔ کہ جس ریاست میں انہوں نے اپنی بے کس مسلمان رعایا کے لئے رہنا ناممکن بنا دیا تھا۔ اور جہاں سے کئی ایسے مسلمانوں کو جنہوں نے سالہا سال ریاست کی خدمات کی تھیں۔ محض مسلمان کہلانے کی وجہ سے اپنے خیال میں ذلیل کر کے نکال دیا تھا۔ وہاں وُہ بھی نہیں ٹھیر سکتا۔ آخر اسے وہاں سے نکلنا پڑا ؞

کاش اس سے دوسرے والیان ریاست عبرت پکڑیں۔ اور قبل اس کے ظلم و ستم کا پیالہ بھر کر اچھل جائے۔ اپنی رعایا کو خدا کی مخلوق سمجھکر ہر طرح اس کے آرام و آسائش کا خیال رکھیں۔ جو ریاستیں اب بھی اندھیر نگری چوپٹ راجہ کی مصداق ہوں انہیں بہت جلد سنبھل جانا چاہیئے ؞

فی افواھھم وقالوا انا کفرنا بما ارسلتم بہ

اور خدا تعالےٰ بھی ایسے لوگوں کو مہلت دیتا ہے۔ جو سلوک گزشتہ انبیاء کے ساتھ ان کے مخالفین نے کئے۔ وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے گئے۔ آپ کے قتل کے منصوبے کئے گئے۔ آپ پر قتل کے مقدمات چلائے گئے۔ ہتک عزت کے دعوے کئے گئے۔ مگر انی مھین من اراد اھانتک کے خدائی وعدہ کے ماتحت سب دشمن ناکام ہوئے۔ اور تمام دشمنوں کو نیچا دیکھنا پڑا ؁

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی باقی انبیاء کی طرح کامیاب ہوگئے۔ اگر آپ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ نبوت میں سچے نہ ہوتے۔ اور خدا کی نصرت وتائید آپ کے ساتھ نہ ہوتی۔ تو آپ اس طرح کامیاب نہ ہوتے۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک شخص جس کی ساری دنیا مخالف ہو۔ اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہوجائے۔ کیا سوائے نصرت ایزدی کے ایسا ہوسکتا ہے۔ ایک دن وہ تھا۔ کہ آپ کی جماعت چند افراد پر مشتمل تھی۔ مگر آج احمدیت دنیا کے کونوں تک پہنچ چکی ہے دشمنوں کی یہ مخالفت نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نئی بات تھی۔ اور نہ ہی آپ کے متبعین کے لئے۔ بلکہ ابتداء سے ہر ایک نبی اور اس کے متبعین سے یہی سلوک چلا آیا ہے۔ لہٰذا اس مخالفت کو معیار کذب خیال کرنا بالکل سفاہت ہوگی۔ بلکہ خداوند کریم نے تو اسے صداقت کے لئے ایک زبردست معیار قرار دیا ہے ؁ (خاکسار عبد القادر احسان مولوی فاضل)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت

اور

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

اخبار کشمیری لاہور مورخہ ۱۴ مئی میں ان احمدی وکلاء کے متعلق جو کشمیر میں مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں ان کی پیہم اور مسلسل مخلصانہ خدمات پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ نیز ہمیں معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ذمہ وار اشخاص بھی احمدی وکیلوں اور سابق صدر محترم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے خلاف پبلک میں بعض بدظنیاں پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ احمدی وکیلوں نے چونکہ امام جماعت احمدیہ کے صدارت سے مستعفی ہونے پر مقدمات کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ اس لئے یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ صرف اپنے امام کے ارشاد پر کام کر رہے تھے کیونکہ جب امام صاحب نے صدارت سے استعفےٰ دے دیا۔ تو انہوں نے بھی کام چھوڑ دیا۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ احمدی وکیل در پردہ تبلیغ احمدیت کے لئے میدان صاف کر رہے تھے۔ ورنہ اگر ان کی خدمات خلوص نیت کے ساتھ ہوتیں۔ تو ان کے لئے مناسب تھا۔ کہ وہ جدید صدر کشمیر کمیٹی کے ماتحت بھی سابقہ سرگرمیوں کو جاری رکھتے۔

اس قسم کی نکتہ چینیوں کے جواب میں ہم صرف یہی گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دفتر کشمیر کمیٹی کی طرف سے متعدد بار اخبارات میں اعلانات کئے گئے۔ کہ مسلمانان جموں وکشمیر جن پر ریاست کشمیر کی طرف سے قتل۔ ڈکیتی۔ اور آتشزدگی کے سنگین مقدمات دائر ہیں۔ ان کی قانونی امداد کے لئے وکیلوں کی ضرورت ہے۔ لیکن غیر احمدی وکیلوں میں سے سوائے چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب بیرسٹر اف گوجرانوالہ کے کسی نے اپنی خدمات پیش نہ کیں۔ البتہ احمدی وکلاء نے یہ دیکھ کر کہ اس کمیٹی کے صدر ہمارے امام محترم ہیں۔ اپنی کامیاب اور چلتی ہوئی پریکٹس چھوڑ کر اپنے امام کے منشاء کے ماتحت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور نہایت شاندار خدمات سرانجام دیں۔ سینکڑوں مسلمانوں کو قید وبند کی مصیبت سے چھڑایا۔ اگر ان کا اپنے محترم امام کے ارشاد کے ماتحت مسلمانان کشمیر کی قانونی امداد کرنا۔ اور مقدمات کی پیروی کرنا ان کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ تو غیر احمدی وکلاء جن میں بڑے مشہور ایڈووکیٹ ہیں۔ اور جن کے مقابلہ میں احمدی وکلاء کی نسبت بہت زیادہ ہوگی۔ حتےٰ کہ خود جموں وکشمیر کے وکلاء کیوں نہ ان کی امداد کے لئے نکلے۔ اور کیوں نہ اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔ جن احمدی وکیلوں نے مقدمات کی پیروی کی۔ وہ کوئی معمولی وکیل نہیں۔ بلکہ اعلےٰ قابلیت کے مالک ہیں۔ مثلاً چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر۔ جو متعدد مقدمات کی پیروی کے لئے کشمیر جاتے رہے۔ اور انہوں نے کسی قسم کا محنتانہ نہ لیا۔ اسی طرح شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ آف گوجرانوالہ۔ شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ آف کپور تھلہ۔ میر محمد بخش صاحب پلیڈر آف گوجرانوالہ۔ چودھری عزیز احمد صاحب پلیڈر سیالکوٹی۔ چودھری یوسف خاں صاحب پلیڈر آف گورداسپور۔ قاضی عبد الحمید صاحب پلیڈر آف امرتسر۔ اور چودھری عصمت اللہ صاحب وکیل ہیں۔ ان میں سے اکثر وکلاء ایسی اعلےٰ درجہ کی قانونی قابلیت رکھتے ہیں۔ کہ ان کی قابلیت کا اعتراف ریاست کے مجسٹریٹوں۔ اور ججوں نے بھی کیا ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ جنہوں نے مفت کام کیا۔ اور کوئی محنتانہ نہیں لیا۔ بعض ایسے ہیں جنکو نہایت قلیل رقم صرف خرچ کے طور پر دی گئی۔ پس اگر یہ تمام احمدی وکلاء تبلیغ احمدیت ہی کر رہے تھے۔ تو اب بھی کرتے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مستعفی ہونے پر ہرگز کام نہ چھوڑتے۔ کیونکہ بقول نکتہ چین اصحاب وہ تبلیغ احمدیت کے لئے میدان صاف کر رہے تھے۔ نہ کہ مقدمات کی پیروی کر رہے تھے۔ کیا معترضین بتا سکتے ہیں۔ کہ تبلیغ احمدیت سے اب احمدی وکلاء کو کونسی چیز مانع ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے کام چھوڑ دیا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس وقت جو وکلاء کام کر رہے ہیں۔ ان کے لئے یہی مناسب تھا۔ کہ جب کشمیر کمیٹی کا نظام تبدیل ہوچکا ہے تو وہ حالات کو مدنظر رکھ کر جو مناسب سمجھیں کریں۔ ہاں ان نئے عہدہ داروں کا سب سے پہلا یہ فرض تھا۔ کہ وہ وکیلوں کا انتظام کرتے۔ یا سابقہ احمدی وکیلوں سے خط وکتابت کرتے۔ کہ جب تک ہم دوسرے وکیلوں کا انتظام نہ کریں۔ آپ واپس نہ آئیں۔ اور ۴۴ مقدمات کی پیروی کرتے رہیں۔ ہم آپ کے اخراجات کے ذمہ وار ہیں۔ ایک ہفتہ سے زیادہ عرصہ گزر رہا ہے۔ اور نئے عہدہ دار اس کے متعلق کوئی انتظام نہیں کرتے۔ ہم اتنی بات بھی نہ لکھتے۔ اگر بعض ذمہ وار ممبروں نے خطوط کے ذریعہ ایسے الزامات شائع نہ کئے ہوتے۔

ہمارے موجودہ وکلاء میں سے آخر کچھ دن انتظار کے بعد شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ میرپور سے یہ کہکر چلے آئے۔ کہ اب میں واپس نہیں آؤں گا۔ آپ لوگ کوئی اور انتظام کرلیں۔ لیکن جب مجھے اس امر کا علم ہوا۔ تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے استفسار کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ کہ انہیں میرپور جانے کے لئے لکھ دیا جائے۔ جس پر میں نے ان کو لکھا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ لاہور میں مجھے دو تین مقدمات میں پیش ہونا ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔ اور میرپور نہیں جاسکتا۔ ملزمان کے خاں کا تار آنے پر حضور نے یوسف خاں صاحب پلیڈر کو بذریعہ تار ہدایت کی۔ کہ وہ ان کے مقدمہ کی پیروی کریں۔ اور واپس نہ آئیں۔ چنانچہ یوسف خاں صاحب ابھی تک میرپور میں موجود ہیں۔ اور پیروی کر رہے ہیں۔ خاکسار جلال الدین شمس

نظارتوں کے اعلانات

گرانٹ حاصل کرنیوالی انجمنوں کیلئے ضروری اطلاع

مرکزی چندہ سے گرانٹ حاصل کرنے کے قواعد اخبار الفضل ۸ مئی ۳۲ء کے پرچہ میں مفصل شائع ہو چکے ہیں۔ بعض انجمنوں نے ان قواعد کی پوری پوری طرح پابندی نہیں کی۔ اور نہ گوشوارے آمد و خرچ کے بھجوائے ہیں۔ جن کا اس ضمیمہ میں مفصل ذکر ہے۔ اس لئے جب تک ہر ایک گرانٹ حاصل کرنے والی انجمن کے متعلق پابندی قواعد کے بارے میں غور کر کے از سر نو گرانٹ کی منظوری کی اطلاع نہ دی جائے گی۔ اس وقت تک کوئی انجمن گرانٹ کی رقم چندہ سے وضع کرنے کی مجاز نہ ہوگی۔

پس ہر ایک گرانٹ حاصل کرنے والی انجمنیں مندرجہ ذیل امور کے متعلق جلد نقشہ طیار کر کے بھجوائیں۔ تا ان انجمنوں کی گرانٹ کے متعلق فیصلہ کیا جائے۔

گرانٹ حاصل کرنے والی انجمنوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا تھا۔ کہ وہ بجٹ کے مطابق اسی فیصدی چندہ وصول کر کے داخل کریں۔ اور ایسی انجمنیں جن کو بحیثیت ضلع یا صوبہ انجمن کے گرانٹ ملتی ہے وہ انجمنیں اپنے تمام ضلع یا صوبہ کی انجمنوں کی طرف سے اسی فیصدی چندہ مطابق بجٹ داخل کرانے کی ذمہ دار ہیں۔

پس ایسی انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کی انجمنوں کے مدخلہ چندہ کی فہرست حسب نمونہ لکھ کر بھجوا دیں۔

(۱) نام انجمن بجٹ جو ۳۳-۱۹۳۲ء مرکز سے منظور ہوا۔ رقم جو سال مختتمہ میں بھجوائی گئی۔

(۲) گرانٹ حاصل شدہ مقامی ضروریات کے لئے سال مختتمہ میں خرچ کا نقشہ حسب نمونہ ذیل تحریر فرمائیں۔

رقم گرانٹ جو دوران سال میں حاصل کی۔ مقامی جماعت سے ضروریات مقامی کے لئے۔ کس قدر رقم فراہم کی گئی۔ میزان کل آمد۔ تفصیل خرچ۔ باقی کس قدر رقم موجود ہے۔؟

(۳) ۳۴-۱۹۳۳ء کے لئے تخمینہ اخراجات جس کے لئے گرانٹ حاصل کرنی ہے۔ اور مقامی جماعت سے چندہ وصول کرنا ہے حسب نمونہ

تخمینہ خرچ برائے دعوت و تبلیغ و تعلیم و تربیت۔ تحصیل چندہ کے متعلق اخراجات کا تخمینہ۔ انتظامی امور کے متعلق اخراجات کا تخمینہ۔ مقامی ضروریات کے متعلق اخراجات کا تخمینہ مثلاً مہمان نوازی

احباب سے ضروری گذارش

آپ سب صاحبان کو معلوم ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کمی آمدنی کی نسبت مجلس مشاورت میں ایک تقریر فرمائی تھی۔ اور وہ تقریر آپ سب دوستوں نے پڑھ یا سن لی ہوگی۔

اس کے بعد ۲ مئی ۱۹۳۳ء کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۰ احباب کو بطور جائنٹ ناظر بیت المال مقرر فرمایا۔ خود ہی ان کے علاقے بھی تقسیم فرمائے۔ کہ یہ سب اپنے اپنے علاقہ کی تشخیص ایسی مکمل کریں کہ کوئی کمی باقی نہ رہے۔ تمام بقائے سابقہ جو ان کے ذمہ قرضہ ہے۔ وہ بھی اسی سال کے بجٹ کے ساتھ شامل کر کے مکمل بجٹ تشخیص ہو۔ تکمیل صرف ایک ماہ کے اندر ہونی چاہیئے۔

چنانچہ میں نے ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء کے الفضل میں بعنوان "چندہ کی تشخیص کے متعلق ایک ضروری اعلان" شائع کرایا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ میرے سپرد حلقہ سیالکوٹ گجرات۔ صوبہ جموں۔ شیخوپورہ کئے گئے ہیں۔ اور ہمارا فرض قرار دیا گیا ہے کہ اپنے اپنے حلقہ کے ہر فرد کی ہر قسم کی آمدنی کی تشخیص کر کے معہ بقایا سال گذشتہ مطابق قواعد ان پر چندہ عائد کر کے مکمل بجٹ فارم تیار کئے جائیں۔ اس کے بعد ۱۶ مئی ۱۹۳۳ء کے الفضل میں جناب ناظر صاحب بیت المال کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے تشخیص آمد کا انتظام" جس میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا منشا اور وہ دس احباب معہ ان کے حلقوں کی فہرست اور ہدایات قابل عمل درج ہیں باوجود اس قدر ضروری اعلانات پڑھنے اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بے تاب کر دینے والی تقریر سننے کے احباب نے پوری توجہ نہیں کی۔ اب میں اس چٹھی کے ذریعہ اپنے مقرر کردہ احباب کو اور مقامی عہدہ داروں کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ پوری تن دہی سے تشخیص بجٹ فارم ہر قسم کی صحیح آمدنی معہ بقایا تمام درج کر کے میرے نام ارسال فرمائیں۔ وقت بہت تنگ ہے۔ توقف ہرگز نہ ہو جو احباب میں نے تشخیص کے لئے منتخب کئے ہیں۔ ان کے نام علیحدہ چٹھیاں بھی بھیجی گئی ہیں۔ جن جن جماعتوں کی تشخیص ان کے ذمہ لگائی گئی ہے مقامی عہدہ داروں سے ملکر کوشش سے تشخیص کریں۔ کوئی فرد نادہندہ بھی ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ ہاں نادہندہ احباب کی صحیح آمدنی تشخیص کر کے اس کے ساتھ نادہندہ کا لفظ لکھ دیا جائے

چند احباب کے پتے مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل احباب کے جو کہ قادیان میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں موجودہ مکمل پتوں کی اشد ضرورت ہے جن صاحب کو ان میں سے کسی کا پتہ معلوم ہو۔ وہ مہربانی فرما کر جلد مطلع فرمائیں۔ اور اگر یہ اعلان مندرجہ ذیل احباب میں سے کسی کی نظر سے گذرے تو وہ خود ہی اپنے پتہ سے اطلاع دیں

۱۔ سراج الدین صاحب ولد محمد اعظم صاحب ساکن میانی ملازم حیدر آباد۔

۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب ولد حافظ وہاب الدین صاحب سکنہ شاہدرہ مدرس مدرسہ بھرتھ ضلع شیخوپورہ

۳۔ میاں عبد المجید صاحب ولد صوفی نبی بخش صاحب لاہور

۴۔ نصیر الدین صاحب ولد حسین بخش صاحب۔ قاضی والہ چک ضلع گورداسپور۔

۵۔ محمد حسین صاحب ولد تاج الدین صاحب لدھیانہ

۶۔ عبد الحکیم صاحب ولد عبد اللہ صاحب ساکن بندہ پور

۷۔ واجد حسین صاحب ولد مولوی مولوی عبد الماجد صاحب ساکن منگھیر

۸۔ بشیر احمد صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب نور محل ضلع جالندھر

۹۔ غیاث الدین صاحب احمد بنگال

۱۰۔ سر تاج محمد صاحب ولد حیات محمد حسین صاحب لاہور

۱۱۔ حبیب الرحمٰن صاحب ولد حمید اللہ صاحب ساکن چیڑھ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

۱۲۔ غلام احمد صاحب پسر نور علی صاحب ساکن بکی کوٹلی ضلع سیالکوٹ۔

۱۳۔ شیخ عبد القادر صاحب بمبئی

۱۴۔ عبد الرؤف صاحب کراچی

۱۵۔ محمد حسین صاحب ولد احمد حسین صاحب رنگ ساز

ناظر بیت المال

ضرورت ملازمت

لدھیانہ زنانہ میڈیکل سکول کا دو سالہ کورس نرس دائی پاس کردہ تین احمدی عورتیں بیکار ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان کی ملازمت کا بندوبست فرما سکیں۔ تو امور عامہ کو اطلاع دیں۔

ناظر امور عامہ

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

375

۲ مئی بعد نماز ظہر

ایک ترک کی ملاقات

ایک نوجوان ترک سے جن کا وطن انقرہ ہے۔ اور جو ترکی کے معزز اور بااثر اخبارات کے نامہ نگار اور رپورٹر ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ حضور نے ان سے عربی میں گفتگو فرمائی۔ گفتگو ترکوں کی سیاسی اور مذہبی حالت کے متعلق تھی۔ جوان ترک نے اس بات کی اگرچہ زور کے ساتھ تردید کی۔ کہ ترک اسلام سے علیحدگی اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کیا۔ کہ ترک نماز میں قرآن کی اصل عبارت پڑھنے کی بجائے ترکی ترجمہ پڑھتے ہیں۔ نیز حکومت کی طرف سے عورتوں کے متعلق حکم ہے۔ کہ وہ پردہ نہ رہیں۔ گفتگو کے بعد اس نے حضور کا فوٹو لینے کی خواہش ظاہر کی۔ جسے حضور نے منظور فرمایا۔ اور اسی حالت میں کہ حضور دو زانو محراب مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ فوٹو لیا۔ حضور نے فرمایا۔ موجودہ ترکی حکومت پر مطمئن اور اسے اپنے ملک کے لئے مفید سمجھنے والی پارٹی کا یہ پہلا نوجوان ہے۔ جس سے ملاقات ہوئی ہے۔ یہ موجودہ ترکی حکومت کی حمایت کے لئے خاص جوش رکھتا ہے۔ اور اس کے کاموں پر فخر ظاہر کرتا ہے؞

۳ مئی بعد نماز عصر

ایک صاحب نے عرض کیا۔ اگر کوئی شخص کسی سے معاہدہ کرتا ہے۔ کہ تیرا جتنا غلہ ہوگا۔ وُہ میں خرید لوں گا۔ اور بھاؤ مقرر کرکے کچھ بیعانہ بھی دے دیتا ہے۔ تو کیا یہ سٹہ ہوگا؟

حضور نے فرمایا۔ یہ سٹہ نہیں۔ یہ سودا ہے۔ اور اس میں گندم موجود ہے۔ جس کا سودا کیا گیا ہے۔ سٹہ میں یہ نہیں ہوتا۔ اس میں تو چیز کے ہونے کا امکان ہی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی فصل نکلنے سے پہلے نرخ مقرر کر لیتا ہے۔ ایسا نرخ جو کہ گاؤں کے اندر اندر ہو۔ (اگر غیر معمولی طور پر نرخ بڑھتا ہے۔ تو یہ لغو ہوگا) اور معین رقم کا غلہ خریدنا چاہے۔ وُہ پیشگی دیدے تو یہ جائز ہے۔ اور یہ بیع سلم ہے۔ اسی طرح غلہ دینے والا اگر یہ کہے کہ جیسی بھی گندم ہوگی۔ چاہے خراب ہو۔ چاہے اچھی وُہ لینی ہوگی۔ تو یہ ناجائز ہوگا؞

دراصل غیر معین چیز کا سودا کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] غلہ والا خریدار سے کہے۔ کہ یہ جو غلہ پڑا ہے۔ یہ لیتے ہو۔ تو یہ ناجائز ہے۔ آپ نے ایک دفعہ غلہ کے ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر اندر کا غلہ نکال کر دکھایا۔ کہ وُہ گیلا تھا۔ بیع سلم میں پہلے یہ بات طے ہو جانی چاہیئے۔ کہ اس قسم کی گندم دی جائے گی۔ سفید یا سُرخ اور خریدنے والا سارا روپیہ پہلے دے دے۔ اور اگر اسوقت تھوڑا روپیہ دے۔ تو شرط یہ ہو کہ غلہ نکلنے کے وقت جو منڈی کا بھاؤ ہوگا۔ وُہ لوں گا۔ اس طرح گویا اس کی غرض سودا کرنا ہوگی؞

۲۳ مئی بعد نماز عصر

عالم برزخ کا علم

مولوی مصباح الدین صاحب نے عرض کیا۔ حضور نے ایک گفتگو میں فرمایا تھا۔ کہ وفات پانے والے بزرگوں کو عالم برزخ میں اس دُنیا کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسٰے علیہ السلام کے متعلق قرآن میں آتا ہے۔ کہ وُہ خدا تعالیٰ سے اپنی امت کے متعلق کہیں گے۔ وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ کہ جب تک میں ان میں رہا۔ میں ان کی حالت سے واقف تھا۔ پھر جب تُو نے مجھے وفات دے دی۔ تو تو ہی نگہبان تھا۔ مجھے پھر کوئی خبر نہیں۔ اگر عالم برزخ میں اس دُنیا کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ تو پھر حضرت عیسٰے علیہ السلام اپنی امت کے متعلق ناواقفیت کا اظہار کس طرح کر سکتے ہیں؞

حضور نے فرمایا۔ عالم برزخ میں جو کچھ بتایا جاتا ہے اس کی حیثیت کشف کی سی ہوتی ہے۔ اور کشف میں جو کچھ بتایا جائے۔ اسے عینی شہادت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور نہ اس کی بناء پر شہادت پیش کی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کشف ہوئے۔ ان کی صحت پر آپ کو پورا یقین [illegible]۔ مگر کسی کشفی واقعہ کے متعلق کسی عدالت میں آپ یہ شہادت نہیں [illegible] سکتے تھے۔ کہ یہ واقعہ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنی امت کے متعلق برزخ میں جو کچھ بتایا گیا۔ وُہ کشفی رنگ میں تھا۔ اور اس بناء پر وُہ شہادت نہیں دے سکتے۔ اس لئے کہیں گے مجھے معلوم نہیں۔ کہ میرے بعد کیا ہوا۔ کیونکہ وُہ دوبارہ دُنیا میں نہیں آئیں گے۔

اس پر کشوف اور رویا کے متعلق گفتگو شروع ہوگئی۔ تو حضور نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے قریباً دو سال کے بعد جب یہ سوال اٹھا ہوا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ حضرت [illegible] دَوڑ کر گیا تا کہ آپ کے آنے کی خبر دوں۔ جب آپ پہنچے اور گفتگو فرمانے لگے۔ تو میں نے پوچھا ثناء اللہ کا کیا انجام کیا ہوگا۔ آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اور بات شروع کر دی۔ میں نے پھر پوچھا۔ پھر آپ نے اسی طرح کیا۔ مگر میں نے اصرار سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ انجام کیا ہوگا۔ انجام کیا ہوگا انجام کیا ہوگا یہ الہام میں جو موجود ہے۔ کہ طاعون سے ہلاک ہوگا۔ طاعون کا مفہوم کسی رنگ میں پورا ہو سکتا ہے۔ گویا تین دفعہ آپ نے "انجام کیا ہوگا" کے الفاظ دوہرائے۔ اور پھر اپنے ایک الہام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد میں نے آپ کی ایک کاپی دیکھی جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق بقیۃ الطاعون الہام درج تھا۔ اس سے پہلے مجھے یہ الہام معلوم نہ تھا؞

مرنے کے بعد کے اعمال

بابو فخر الدین صاحب پنشنر نے عرض کیا۔ حضور نے ایک گفتگو میں فرمایا تھا۔ کہ اعمال کا حقیقی سلسلہ مرنے کے بعد ہی شروع ہوگا۔ اگر یہ صورت ہے۔ تو اس دُنیا میں تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائگی کا موقعہ ہوتا ہے۔ اگلے جہان میں حقوق اللہ تو ہونگے۔ کیا وہاں حقوق العباد بھی ہونگے۔

حضور نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس گفتگو کے سمجھنے میں انکو کسی قدر غلط فہمی ہوئی ہے۔ اصل بات یہ بیان کی گئی تھی۔ کہ اس دُنیا کے اعمال اگلے جہان کے اعمال کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ اس سے مطلب تھا۔ کہ اس دُنیا کے اعمال کے ساتھ تنزل اور ترقی کا سلسلہ لگا ہوا ہے بہت سے اعمال ایسے ہوتے ہیں۔ جو انسان بلا ارادہ کرتا ہے۔ کئی حرکتیں زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور آنکھ سے ایسی ہو رہی ہوتی ہیں جن کا انسان کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ عادتاً یا ماحول کے اثرات کی وجہ سے وُہ سرزد ہوتی ہیں۔ کچھ حصہ دن رات کا انسان سونے میں صرف کر دیتا ہے اس وجہ سے ایسے اعمال جو انسان ارادہ سے کرتا ہے۔ بہت کم ہوتے ہیں۔ مگر دُوسرے عالم میں جا کر انسان اس قسم کی غلطیوں سے نکل جائیگا۔ اس لئے وہاں کا کوئی فعل بغیر ارادہ کے نہ ہوگا۔ انسان اللہ تعالیٰ کا ظل ہو جائیگا۔ اس کا ہر عمل بارادہ سے ہوگا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الاعمال بالنیات اصل عمل وُہی ہوتا ہے۔ جو نیت اور ارادہ سے کیا جائے۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ کہ حقیقی عمل اُسی دُنیا کا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہاں کے اعمال کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ (سوال) وہاں کے اعمال کی نوعیت کیا ہوگی۔ (جواب) وہاں

(ج) وہاں اس قسم کی ضرورت نہ ہوگی۔ جیسی کہ اس دُنیا میں ہے۔ کیونکہ کسی جنتی کو یہ حس نہ ہوگی۔ کہ جو درجہ اسے ملا ہے۔ وُہ گھٹیا ہے۔ اور کوئی چیز اسے نہیں ملی۔ کیونکہ اگر کسی کو یہ احساس ہو۔ تو اس کے لئے وہ جنت جنت نہیں ہو سکتی۔ مگر جو بلند درجہ والا ہوگا۔ اسے یہ معلوم ہوگا۔ کہ فلاں کو یہ چیز نہیں ملی۔ وُہ اس سے فلاں وجہ سے۔ یا اس وجہ سے کہ اس کی کوئی ادا اسے پسند آجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے عرض کرے کہ اسے ترقی دیجائے تو یہ ہو سکتا ہے (س) جیسا روحوں نے مرنے کے بعد بھی ترقی کرتی ہے۔ تو کیا ایک کافر کی رُوح بھی ترقی کرکے جنت میں جا سکتی ہے (ج) ہاں ؞

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعودؑ کی باوجود سخت مخالفت کے کامیابی

مصلحین کا سلسلہ

خدا تعالیٰ کی یہ سنت قدیمہ ہے۔ کہ جب سے کارخانہ عالم معرضِ وجود میں آیا۔ اور ابن آدم خلیفۃ اللہ ہو کر پھلا پھولا اس کی تربیت روحانیہ کے لئے خداوند کریم نے مصلحین کا سلسلہ جاری کر دیا۔ تا جس طرح انسان دنیاوی امور میں ترقی کے زینہ پر گامزن ہو۔ اسی طرح روحانیت اور علوم دینی کے خزائن سے بھی مالامال ہو۔ اور اپنی غرض پیدائش کہ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کو حقیقی طور پر ذہن نشین کرے مبادا اپنا مقصد زندگی صرف دنیاوی لذات سے متمتع ہونا خیال کر کے اپنی اشرفیت علی الکل کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ کیونکہ جب انسانی زندگی کا مطمح نظر بھی باقی حیوانات کی طرح کھانا پینا ہی ہو۔ تو باعث فخر و امتیاز اور فرق مابین کچھ بھی نہیں رہیگا مگر چونکہ انسان میں برخلاف باقی حیوانات کے عقل سلیم اور ترقی کا مادہ موجود ہے۔ حتیٰ کہ ترقی کرتے کرتے ملائکہ سے بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کا مطمح نظر اعلیٰ و ارفع ہوا۔ اور یہی مابہ الامتیاز ہے۔

انبیاء کی مخالفت

پس غایت ماتی الموضوع یہ ہے۔ کہ جب سے خدا تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو بھیجا۔ تب سے ہی اپنے مامورین کا سلسلہ بھی جاری کر دیا۔ تا وہ لوگوں کو صلح و آشتی کی تعلیم دیں اور انہیں راہ راست پر چلا کر محبوب حقیقی سے ملا دیں۔ لیکن جہاں انسانوں میں سعید الفطرت اور محسن حقیقی کے احسان شناس پیدا ہوئے۔ وہاں ظلمت اور تاریکی سے پیار کرنے والوں کا ہونا بھی از حد ضروری تھا۔ جیسا کہ ملائکۃ اللہ میں ابلیس کا وجود ضروری ہوا۔ کیونکہ اگر ان کا وجود نہ ہوتا۔ اور ان کی طرف سے روکاوٹیں نہ پیدا کی جاتیں۔ تو اطاعت کا دم بھرنے والوں کو بھی کوئی خاص درجہ نہ ملتا۔ کیونکہ ہر چیز کی قدر اس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے۔

پس دنیا میں جب بھی خدا کا کوئی فرستادہ آیا۔ اس نے اپنے مقابلہ میں ایسے گروہ کو پایا۔ جس کا مقصد مخالفت کرنا۔ اور مخلوق خدا کو راہ راست سے بھٹکانا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جس قدر بھی انبیاء دنیا کی ہدایت اور ابلاغ دین کے لئے مبعوث ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کو اس کی قوم نے اپنی استعداد اور طاقت کے مطابق اپنی شر انگیزیوں اور ایذا رسانیوں کا نشانہ بنایا۔ اور جس طرح اچھے اور نیک لوگوں کا عنصر بڑھتا گیا۔ یہ لوگ بھی جراثیم کی طرح نشوونما پاتے گئے۔

سچے نبی کی صداقت کا ایک معیار

خدا تعالیٰ نے سچے نبی کی صداقت کا ایک معیار یہ قرار دیا۔ کہ لوگ نہایت شدومد سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ یاحسرۃً علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔ کہ اے سچے نبی تجھے لوگوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ کوئی سچا نبی ایسا نہیں گزرا جسے اس کے زمانہ کے لوگوں نے استہزاء و تمسخر قرار دے کر مصائب و آلام کا تختۂ مشق نہ بنایا ہو۔ سب کے ساتھ یہی سلوک ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں۔

"وہ عجیب قادر ہے۔ اسکی پاک قدرتیں عجیب ہیں ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے۔ جیسے (حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا) ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے۔ کہ ان کی خدمت کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا۔ اور ان کو کوئی شناخت نہ کر سکتا"۔

سابق انبیاء کی صداقت

پس یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی سچا نبی مبعوث ہوتا ہے۔ عام لوگ اس کے کفر و انکار اور ایذا رسانی کے درپے ہو جاتے ہیں۔ پس اس قاعدہ کی رو سے جب ہم گزشتہ انبیاء کی صداقت معلوم کرتے ہیں۔ تو صاف نظر آتی ہے۔ مثلاً جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ الارض بنایا۔ اور واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس جب فرشتوں کو اطاعت کا حکم دیا۔ تو ابلیس نے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا۔ وقال لم اکن لاسجد لبشر خلقتہ من صلصال من حماء مسنون

حضرت نوحؑ کے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ وہ تبلیغ حق پہنچاتے اور لوگوں کو گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے سے نکالنے میں کوشاں تھے۔ مگر قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین۔ انہوں نے کہا اے نوح تو ہم سے ہر وقت جھگڑتا رہتا ہے۔ ہم تیری کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا ہے اگر سچا ہے۔ تو لے آ۔ پھر جب وہ خدا سے خبر پا کر طوفان کی خبر دیتے۔ اور اپنے متبعین کے لئے کشتی بناتے ہیں۔ تو بھی یہ لوگ استہزاء اور تمسخر کرتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویصنع الفلک وکلما مر علیہ ملاء من قومہ سخروا منہ جب نوح کشتی بناتا تھا۔ اور اس کے پاس سے اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگ گزرتے۔ اور تمسخر کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صرف دعوائے نبوت کرنے اور لوگوں کو خدا کی عبادت کرنے کے لئے بلانے کی وجہ سے آگ میں ڈالا گیا۔ اور انواع و اقسام کی تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ پس اگر سچے نبی کی یہ علامت ہوتی۔ کہ اسے بالاتفاق مان لیا جاتا۔ تو حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کو اس قدر تکالیف نہ دی جاتیں۔ حضرت لوطؑ کو تاریک و تار رات میں اپنا گھر نہ چھوڑنا پڑتا۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل۔ اور حضرت موسیٰ کو ارض شام کی طرف سمندر عبور کر کے نہ جانا پڑتا۔ جس کا ذکر خدا تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے۔ واوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو ان لوگوں نے بھی جو آپ کو ماننے کا دعویٰ کرتے تھے۔ بے حد تنگ کر دیا۔ وہ بچھڑے کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم اتخذتم العجل من بعدہ وانتم ظالمون۔ جب وہ جہاد کا حکم دیتے ہیں۔ تو کہہ دیتے ہیں۔ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ تو اور تیرا رب جا کر لڑو۔ ہم تو یہ بیٹھے ہیں۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک آیا ہے۔ آپ کو بھی مخالفین نے سخت تکالیف پہنچائیں۔ بلکہ آپ جسقدر جاہ و جلال میں باقی انبیاء سے بڑھ کر تھے۔ اور جس وضاحت سے آپ کی صداقت عیاں تھی اسی قدر آپ کے مخالفین نے شدت سے آپ کا مقابلہ کیا۔ باقی انبیاء کو تو کم از کم ہجرت کے بعد تو دشمنوں سے آرام ملا مگر آپ کو ہجرت کے بعد بھی بے حد تنگ کرتے رہے

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت

پس کسی کا یہ کہنا۔ کہ چونکہ مرزا صاحب کی مخالفت کی جا رہی ہے اور سب لوگ آپ کو نہیں مانتے۔ اس لئے آپ سچے نہیں بالکل لغو بات ہے۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کی صداقت اظہر من الشمس ہے۔ لوگوں نے مخالفت نہ کی۔ یا باقی تمام انبیاء کی مخالفت نہ کی گئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جس قدر بھی انبیاء گزرے ہیں۔ کوئی بھی مخالفین کی ایذا رسانیوں سے نہیں بچا۔ سب کی مخالفت کی گئی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے۔ جیسے جاءتھم رسلھم بالبینٰت فردوا ایدیھم

ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم

رقم زدہ جناب مفتی محمد صادق صاحب

مرحوم میرے پرانے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایام زندگی میں جب کہ میں لاہور کے اسلامیہ کالج میں مدرس تھا۔ قاضی صاحب مرحوم لاہور کے میڈیکل سکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس وقت لاہور میں احمدی بہت تھوڑے تھے۔ مخالفت بہت تھی۔ ہم چند لوگ آپس میں مل جل کر ایک دوسرے سے رُوحانی غذا حاصل کرتے تھے۔ ان دنوں سے لے کر آج تک کہ چالیس سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ مرحوم کے ساتھ متواتر میرے تعلقات محبت قائم رہے۔ میرے ولایت جانے سے قبل ایک دفعہ جب کہ میں بمبئی جا رہا تھا۔ صرف مرحوم کی ملاقات کی خاطر دو روز راستہ میں جے پور ٹھیرا۔ طالب علمی کے زمانہ سے لے کر آخر تک مرحوم کی زندگی سادگی۔ بے تکلفی اور سلسلہ حقہ کے واسطے اخلاص اور محبت میں گذری۔ انگلینڈ میں ایک شخص نے بڑھاپے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے کہ بڑھاپے کی مشکلات میں سے سب سے بڑی مشکل یہ ہوتی ہے کہ انسان کے عزیز دوست جو عمر بھر کے تعلقات محبت سے مستحکم ہو جاتے ہیں۔ ان کی تعداد کم ہونی شروع ہوتی ہے۔ اور انسان باوجود بہتوں میں ہونے کے اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرنے لگتا ہے۔ کچھ ایسا ہی عالم اب میرا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک مجلسوں کے ذریعہ جن اصحاب سے رشتہ محبت قائم ہوا تھا۔ ان کی تعداد روز بروز کم ہو کر عالم میں تاریکی بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک بڑی بڑی شاہراہ پر بہت سے لیمپ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر روشن ہوں۔ اور وہ یکے بعد دیگرے گل ہونے لگ جائیں ایسی ہی کیفیت دکھائی دینے لگ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں خدا کے فضل سے سلسلہ حقہ میں نئے نوجوان روز بروز ایسے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو اپنے علم۔ اخلاص۔ محنت۔ ذہانت اور تقوٰی کے سبب فضائے احمدیت کو خوشگوار اور منور بنا رہے ہیں۔ مگر طبعًا جو وابستگی اور دل کشی ایک معمر کو پرانے دوستوں سے ہوتی ہے۔ وہ نئے عزیزوں سے ہونی ممکن نہیں قاضی صاحب مرحوم نے ایک بڑا کنبہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور ان کی اپنی اولاد۔ اور بہوئیں۔ اور آگے ان کی اولاد قریبًا چالیس نفر ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ سب کے سب مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ شرافت۔ اخوت۔ نیکی۔ اور مہمان نوازی میں اس خاندان کے تمام ممبر چھوٹے اور بڑے جماعت احمدیہ کا قابل فخر نمونہ ہیں۔ جے پور میں جہاں ڈاکٹر صاحب مرحوم موصوف اپنی زندگی کا بہت عرصہ رہے۔ ان کے حسن اخلاق۔ مروت اور ہمدردی کے سبب عامۃ الخلائق احمدیت کی مداح ہے۔ مرحوم نے اپنی اولاد اور اولاد در اولاد میں کئی بچوں کو خود ہی قرآن شریف پڑھایا۔ اور دینی تعلیم دی۔ کچھ عرصہ مرحوم نے قادیان کے شفاخانہ میں بھی کام کیا۔ یہاں بھی عام طور پر لوگ ان کی ہمدردی اور طبی توجہ اور لیاقت کے مداح ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں بلند مقامات عطا کرے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ اور ایسے نیک لوگوں کے طفیل ہمارا بھی خاتمہ بالخیر کرے۔

پٹھان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں

بنی اسرائیل کے بارہ فرقے

قرآن شریف اور بائیبل دونوں اس بات کی گواہی دیتی ہیں۔ کہ بنی اسرائیل بارہ فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ قرآن شریف میں آتا ہے۔ وقطعنٰھم فی الارض امماً منھم الصالحون ومنھم دون ذالک ج وبلونٰھم بالحسنات والسیئات لعلھم یرجعون (سورہ اعراف) فرمایا۔ ہم نے تتر بتر کر دیا ان کو ملک میں فرقے بنا کر کچھ تو ان میں سے نیک ہیں اور کچھ اور اور ہم نے امتحان کیا ان کا سکھ اور دکھ سے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔ بائیبل میں ان امتوں یا فرقوں کی تفصیل اس طرح دی گئی ہے۔ پارتھی[۱]۔ میدی[۲]۔ عیلامی[۳]۔ میسوپوٹامیہ[۴] کے رہنے والے۔ یہودیہ[۵] کے رہنے والے۔ قیدکیہ[۶] کے رہنے والے پنطس[۷] کے رہنے والے۔ آشیہ[۸] کے رہنے والے۔ فروگیہ[۹] کے رہنے والے۔ پمفولیہ[۱۰] کے رہنے والے۔ مصر[۱۱] کے رہنے والے اور لبیہ[۱۲] کے رہنے والے (دیکھو اعمال باب ۲ آیت ۵ تا ۱۱)

بائبل نے جن بارہ فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ ان کے نام جغرافیائی تقسیم کے بموجب تجویز کئے ہیں۔ شاید پہلے تین نام ناظرین کے لئے عام فہم نہ ہوں۔ اس لئے میں انہیں واضح کر دیتا ہوں۔ پارتھی سے مراد پارتھیا کے رہنے والے یا پارتھین قوم ہے۔ میدی[۲] سے مراد اہل میڈیا یعنی Medians ہیں۔ (پارتھیا اسی علاقے کا نام تھا۔ جو بحر کسپین کے شرق میں تھا اور آج کل روس کے علاقہ میں شامل ہے۔) عیلامی سے مراد اہل عیلام ہیں۔ میڈیا اور عیلام قدیم سلطنت ایران کے دو صوبے تھے۔ نمبر ۵ یہودیہ کے رہنے والے مندرجہ میں آن سے مراد وہ دو فرقے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اصل وطن یہودیہ کو نہ چھوڑا۔ (یہودیہ ملک شام کا ایک صوبہ تھا) اور حضرت مسیحؑ کی آمد کے وقت تک وہ وہیں آباد تھے۔ باقی دس فرقے اول شام کے گرد و نواح میں آباد ہوئے اور یہی وہ گم شدہ اقوام تھیں۔ جن کی تلاش میں حضرت عیسیٰؑ نے واقعہ صلیب کے بعد ایک لمبا سفر مشرق کی طرف کیا۔ کیونکہ جیسا کہ انجیل میں ہے۔ وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ ان کا بھیجنے والا خدا ان کو صلیب سے بچا کر ان تک نہ پہنچاتا۔ پس وہ صلیب کی موت سے بچ کر مشرقی ممالک میں سیاحوں کے رنگ میں سفر کرتے رہے۔ اور جہاں جہاں بنی اسرائیل کی کسی قوم کا پتہ انہوں نے پایا۔ وہیں پہنچے۔ اور انہیں آنیوالے آخری نبی یعنی حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش خبری پہنچائی۔ اور حقیقت میں ان کا مشن بھی یہی تھا۔ کہ بحیثیت بنی اسرائیل کا آخری نبی ہونے کے وہ بنی اسرائیل کو نبی آخر الزمان کی آمد کی بشارت دیں تا وہ اس طرح مصائب سے نجات پائیں۔

پٹھان

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ پٹھان اور کشمیری اسرائیلی ہیں یا آریہ۔ تاریخ سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ پہلی صدی قبل از مسیح میں کئی اقوام ہندوستان کے شمال مغرب اور شمال مشرق سے آئیں۔ اور پنجاب۔ سرحدی صوبہ اور افغانستان میں آباد ہوئیں۔ ان میں سے ایک پارتھین قوم بھی تھی۔ اس کے متعلق تمام مورخ متفق اللفظ ہو کر لکھتے ہیں کہ پارتھین قوم افغانستان سے لے کر شمال مغربی پنجاب تک آباد تھی۔ اور ان کے ایک بادشاہ کا نام غضنفر لکھا ہے۔ کہ وہ پنجاب کے شمال مغربی علاقہ میں حکمران تھا۔ انگریز مورخوں نے اسے Gadaufar لکھا ہے۔ انگریزی میں غ کی آواز کو G سے لکھنا ایک معمولی رسم ہے۔ اس لئے یہ لفظ غضنفر ہی ہے۔ جو عربی اور سریانی نام ہے۔ پھر اسی غضنفر کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے پاس حضرت مسیحؑ کے بعض حواری اور مبلغین پہنچے (دیکھو تاریخ ہند ایشور داس کاہن چند) اور اس نے ان کی خوب آؤ بھگت کی۔

شاہ غضنفر کے پاس عیسائی مبلغین یا حوارین حضرت مسیحؑ کا جانا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ اسرائیلی قوم سے تھا جو پارتھیا سے ہجرت کر کے پہلی صدی قبل از مسیح میں یہاں آباد ہو گئی تھی۔

کچھ عرصہ کے بعد یہ لفظ پارتھین کثرت استعمال سے

پٹھان یا پٹھان ہوگیا۔ اوپر کی تحقیق سے ظاہر ہے کہ پٹھان قوم دراصل یار تھیین قوم تھی۔ اس کی مزید شہادت افغانستان کے بعض شہروں اور اور پہاڑوں اور قبائل کے ناموں سے بھی ملتی ہے۔ مثلاً درہ خیبر۔ کوہ سلیمان۔ تخت سلیمان۔ یوسف زئی۔ داؤد زئی۔ کابل ایسے نام ہیں۔ جن کا اولین اثر شام کے ملک میں پایا جاتا ہے۔ نیز بائیبل کا نقشہ دیکھنے سے اس امر کی تصدیق ہر شخص اپنے طور سے اب بھی کر سکتا ہے۔

کشمیری

اب رہی کشمیری قوم اس کے متعلق وثوق سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان بارہ فرقوں میں سے وہ کون فرقہ تھا۔ جو ہجرت کر کے کشمیر میں آیا۔ لیکن قرائن سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مہدی یا عیلامی قوم جو فارس کے گرد و نواح میں موجود تھی۔ ہجرت کر کے افغانستان سے ہوتی ہوئی کشمیر میں آکر آباد ہوئی۔ اور اس نے اس ملک کا نام کشیر یا رکھا۔ یعنی۔ (شریا کی مانند) اور شریا شام کا قدیم نام ہے۔ جو اب تک بھی جغرافیہ کی کتب میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم شریا (شام) اپنے وطن مالوف سے چل کر کچھ عرصہ تک نواح فارس میں قیام کر کے وہاں سے شرق کی طرف چلی آئی۔ اور کشمیر کی وادی اسے اس قدر پسند آئی کہ یہیں رہ پڑی۔ اور چونکہ یہ ملک بلحاظ آب و ہوا اور پیداوار کے مثیل شیریا یا شام ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام کشیر یا رکھا۔ جو بعد میں کثرت استعمال سے کشیر ہوگیا اور بعد میں بگڑ کر کشمیر بنا۔ نیز واضح ہو کہ کشمیر اور شام ایک ہی خط بلد پر واقع ہیں۔ جو لوگ اہل کشمیر کے عادت و اطوار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اہل کشمیر خطہ کشمیر کو اپنی زبان میں اب بھی کشیر ہی کہتے ہیں۔ پس لفظ کشیر اپنی ہسٹری خود ہی بتلا رہا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میرے باشندے اصل میں سریا [illegible] یعنی شام کے رہنے والے تھے۔ اور میں چونکہ مثیل سریا ہوں اس لئے میرا نام کشیر انہوں نے رکھ دیا۔ ورنہ اس قوم کے آنے سے پیشتر میرا یہ نام نہ تھا۔

علاوہ ازیں کشمیر کی قدیم عمارات کی طرز تعمیر اس کے باشندوں یعنی کشمیریوں کی جسمانی ساخت اور ڈیل ڈول اور ان کی زبان میں سریانی زبان کے الفاظ کی ملاوٹ مزید شہادت اس امر کی دیتی ہیں کہ یہ لوگ فی الواقعہ بنی اسرائیل ہیں۔ آریہ قوم سے ان کو کچھ واسطہ نہیں ہے۔

سب سے بڑی شہادت پٹھانوں اور کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کی یہ ہے کہ جب اسلام اول اول افغانستان اور کشمیر میں پہونچا۔ تو ساری کی ساری قوم پٹھان و کشمیری نے اسلام کو خوش آمدید کہا۔ اور مسلمان ہوگئے اس میں کیا بھید تھا؟ آریہ ورت میں بھی وہی اسلام پہونچا۔ لیکن انہوں نے اس کی آؤ بھگت نہ کی۔ الاماشاء اللہ۔ لیکن پٹھانوں اور کشمیریوں نے بلا استثناء واحدے اسلام قبول کر لیا۔ اور آج تک اس پر قائم ہیں۔ اس میں کیا راز ہے؟

جواباً عرض ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان دونوں قوموں میں آکر اور بہت عرصہ ان میں رہ کر ان کو پیغمبر آخرزمان یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے آنے کی خوشخبری (انجیل) سنادی تھی۔ اور ساتھ ہی انہیں یہ تاکید کی۔ کہ جب پیغمبر آخرزمان کی آمد کی خبر سنو۔ تو فوراً انہیں قبول کر لینا۔ یہ دونو قومیں برخلاف اپنے شامی بھائیوں کے سعادت مند نکلیں۔ کیونکہ شامی فرقوں نے جو حضرت مسیحؑ کے زمانے میں وہاں موجود تھے۔ حضرت مسیح کا پیغام سن کر ان کی دعوت کو نہ صرف ٹھکرا دیا بلکہ ان کو سخت جسمانی اور روحانی ایذا پہونچائی تھی۔ حتیٰ کہ انہیں صلیب پر چڑھا دیا۔ گو خداوند تعالےٰ نے بمصداق آیت انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا۔ ان کی مدد کی اور صلیبی موت سے ان کو بچا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت مسیح شام سے ہجرت کر کے عراق۔ فارس۔ ترکستان۔ خراسان اور افغانستان وغیرہ ممالک سے جہاں جہاں بنی اسرائیل کی گم شدہ قومیں آباد تھیں۔ ہوتے ہوئے آخر کشمیر میں جاگزین ہوئے۔ اور وادیٔ کشمیر ان کی دائمی قرارگاہ بنی۔ جیسا کہ قرآن شریف نے بتایا ہے کہ وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین۔ یعنی ہم نے مسیح اور ان کی والدہ کو اپنی قدرت کی نشانیاں بنایا اور ان دونوں کو (واقعہ صلیب اور بعد کے لمبے سفروں کے مصائب کے بعد) ایک ایسے شاداب اور زرخیز بلند مقام پر پناہ دی۔ جو مستقل سکونت کے قابل تھا۔ اور جس میں مصفّٰی پانی کے چشمے بہتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گویا کشمیر کا پورا نقشہ کھینچ دیا ہے۔

حضرت مسیحؑ کا افغانستان اور کشمیر میں آنا اور اسے اپنی قرارگاہ بنانا اور پھر وہیں مدفون ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں۔ کیونکہ اگر وہ بنی اسرائیل نہ ہوتے تو حضرت مسیحؑ ان کے پاس ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے کیوں آتے؟ اسی واسطے آئے کہ وہ بنی اسرائیل کے ہر فرقہ کے پاس پہونچنا اور ان کو حضرت خاتم النبیین کی بشارت دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے (جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) کہ پٹھانوں اور کشمیریوں نے ساتویں صدی کے آخری حصہ میں جب اول اول اسلام کے لشکر وہاں پہنچے۔ تو حضرت احمد مجتبیٰؐ کا نام سن کر اور آپ کی پاک تعلیم کو دیکھ کر فی الفور اسلام قبول کر لیا۔

ضرورتیں

(۱) جہاں جہاں احمدی احباب نے کارخانے جاری کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً صابون۔ تیل۔ کپڑا۔ دیا سلائی۔ لوہے کے سامان یا کسی قسم کے اور کارخانے وہ جلد سے جلد اپنے کارخانہ کی تفصیل اور مکمل پتہ سے اطلاع دیں۔ ایسے پتے آنے پر الفضل میں شائع کر دیے جاوینگے۔ اور احمدی احباب کو تحریک کی جائیگی۔ کہ وہ اپنے ان بھائیوں سے سامان خرید کر تعاون فرمائیں۔

(۲) صوبہ یو۔ پی کے ایک مقام پر تین میٹرک پاس استانیوں کی فوری ضرورت ہے۔ جو استانیاں وہاں جانا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں لفافہ میں معہ تصدیق مقامی جماعت بھجوا دیں۔ درخواستیں منتقل کروا دی جائیں گی۔ جہاں سے جواب براہ راست ملے گا۔ درخواستیں انسپکٹریس آف سکولز کے نام پر ہوں۔ تنخواہ ۵۰ سے ۹۰ روپیہ تک اور سلیکٹ گریڈ ماہانہ ۱۳۰ روپیہ تک ہے۔

(۳) ایک سکول میں پنشن یافتہ ہیڈ ماسٹر کی فوری ضرورت ہے۔ جو صاحب ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں۔ فوراً اطلاع دیں۔ نیز یہ لکھ دیں۔ کہ وہ کس قدر تنخواہ لینا چاہتے ہیں

(۴) ایک دوست ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے پنجاب گورنمنٹ کا مکینیکل انجنیری کا امتحان پاس ہیں۔ نیز دس سال سب اوورسیر۔ اور اوورسیر کی پوسٹ پر سرکاری ملازم بھی رہ چکے ہیں۔ اگر کوئی دوست ان کی ملازمت کے لئے کوشش کریں تو میں ممنون ہونگا۔ اگر کلرکی لائن میں کوئی جگہ مل سکے۔ تو وہاں بھی کام کرنے کو طیار ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اعلان برائے موصیاں

آئندہ ہر موصی جو وصیت حصہ آمد کی رقم دفتر میں انفرادی طور پر بھیجے۔ اس کی اطلاع دفتر مقبرہ میں بھی دیدیا کرے ایسے موصیان جن کا حصہ آمد وصیت کسی انجمن کے ذریعہ آتا ہے۔ ہر انجمن کا سکرٹری مال منی آرڈر اور بیمہ کے ہمراہ ایک تفصیل دفتر مقبرہ کیلئے بھی دفتر محاسب میں بھیج دیا کرے۔ بیمہ کے لفافہ میں تفصیل آسانی سے بھیجی جا سکتی ہے۔ مگر منی آرڈر کے ساتھ بذریعہ کارڈ ہی تفصیل آ سکتی ہے۔ بہتر ہو۔ اگر کارڈ دفتر مقبرہ بہشتی کے نام آجایا کرے۔ تاکہ اسی وقت اطلاع دفتر محاسب کے مطابق ریکارڈ موصیان مکمل ہو جائے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

ڈائرکٹر
نسیم انہونوی
ایڈیٹر
جمال احمد رضوی بی اے مسٹر محبوب طرزی

سرپنچ فلم ایڈیشن

کی

ماہوار اشاعت مئی ۳۲ء
سے شروع ہو جائے گی۔

چندہ سالانہ ۳ر
فی پرچہ ۴ر

ملنے کا پتہ
مینیجر رسالہ سرپنچ فلم ایڈیشن لکھنؤ

ہندوستان میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلا فلمی رسالہ جس میں بہترین مضامین اور خوبصورت تصاویر شائع ہوں گی اُردو فلمی رسائل میں اس رسالہ کو امتیازی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس رسالہ کو کامیاب بنانے کے لئے جرمن و امریکہ کے مشاہیر سے خط و کتابت ہو رہی ہے

وصیتیں

۴۲۳۱: منکہ عبدالسمیع ولد الٰہی بخش قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن امروہہ محلہ گنج ضلع مراد آباد۔ آج مورخہ ۱۲/۲۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ مکان مسکونہ واقع محلہ گنج مشترکہ ۳ بھائیوں میں قیمتی چھ سو روپیہ جس میں میرا حصہ دو سو روپیہ کا ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ پندرہ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء

العبد: عبدالسمیع محلہ گنج امروہہ۔ گواہ شد: احمد جان بقلم خود

گواہ شد: محمد عبدالسمد بقلم خود

[illegible]: منکہ غلام رسول ولد شیر محمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن ملا ہریاں ڈاکخانہ کالوواں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔ آج مورخہ ۱۲/۳ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی مالیتی ایکہزار روپیہ در قصبہ ملا ہریاں جو کہ میرے چچا رشتہ داروں کے قبضہ میں ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت تیس روپے ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کر دوں۔ تو اس قدر رقم اس کی قیمت سے منہا کر دی جائیگی۔ اور میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی قیمت یا جائداد کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: غلام رسول موصی مذکور۔ گواہ شد: [illegible] حسن دین درزی سکنہ ملا ہریاں ڈاکخانہ کالوواں تحصیل [illegible]
گواہ شد: غلام رسول محال دار جائداد غلام محمد بقلم خود ڈاکخانہ [illegible]

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

خواجہ حسن نظامی صاحب کے لئے اعلیٰ حضرت شہریار دکن نے ماہ محرم الحرام ۱۳۵۲ ہجری سے دوسو روپیہ ماہوار کا وہ وظیفہ جو پہلے بند کردیا گیا تھا۔ جاری فرمادیا ہے۔

صدر آل انڈیا مسلم لیگ مسٹر عبد العزیز نے قائم مقام سکرٹری مرزا محمد سعید صاحب کو اس لئے معطل کردیا ہے۔ کہ انہوں نے بلا وجہ ایک اجلاس طلب کرلیا۔ نیز صاحب صدر کی اجازت کے بغیر ایک اہم اجلاس کا اعلان کردیا۔ صدر نے اسسٹنٹ سکرٹری مسٹر شمس الحسن کو بھی اس بنا پر معطل کردیا ہے کہ وہ بھی مرزا سعید صاحب کے ساتھ شریک تھے۔

ہوس آف کامنز میں ۲۵ مئی کو ایک سوال کے جواب میں وزیر ہند نے بتایا کہ مہاراجہ الور سے گارنٹی مانگے جانے کے سوال پر حکومت اس وقت غور کرے گی جب اس بات پر غور کرنے کا وقت آیا۔ کہ مہاراجہ الور کو کن شرائط کے ماتحت اپنی ریاست میں واپس آنے کی اجازت دی جاسکتی ہے جب دوبارہ پوچھا گیا۔ کہ جب ریاست کے حالات ٹھیک ہوجائیں گے تو کیا اس صورت میں گورنمنٹ بغیر گارنٹی کے ریاست کی باگ ڈور مہاراجہ کے حوالے کردیگی۔ وزیر ہند نے کہا کہ گورنمنٹ دو سال کے بعد اس سوال پر غور کرے گی۔

کانگڑہ ویلی ریلوے کی تعمیر کے سلسلہ میں نارتھ ویسٹرن ریلوے اور انگریز ٹھیکیداران کی فرم موسومہ "ڈرل اینڈ کو" کے درمیان عرصہ سے ایک جھگڑا چل رہا تھا۔ حکام نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ۴۲ لاکھ روپیہ بطور لاگت دیا تھا مگر اقرار نامہ میں ایک خاص شرط کی بنا پر ٹھیکیدار مزید ۲۲ لاکھ روپیہ کا مطالبہ کررہے تھے۔ آخر فریقین نے مسٹر مارٹن چیف انجنیئر ساؤتھ انڈین ریلوے کو ثالث مقرر کیا۔ اور انہوں نے ۲۴ مئی کو ۲۲ لاکھ کی بجائے صرف ایک لاکھ ساٹھ ہزار کے قریب روپیہ ٹھیکیداروں کو دیئے جانے کا فیصلہ کیا۔

کوآپریٹو سوسائٹیوں پر ٹیکس عائد کرنے کی تجویز ۲۳ مئی کو دار العوام میں ۲۲۸ آراء سے منظور ہوگئی۔ اس تجویز کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ کوآپریٹو سوسائٹیاں بھی اسی نہج پر چلائی جارہی ہیں۔ جس پر ٹریڈ کمپنیاں ہیں۔

لنڈن سے ۲۱ مئی کی اطلاع ہے کہ نومبر ۱۹۳۱ء کے بعد سے اب تک برطانیہ میں ۴۵۰ نئے حرفتی کارخانے قائم کئے جاچکے ہیں۔ بورڈ آف ٹریڈ کا خیال ہے کہ ان کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد قریباً گیارہ ہزار تک پہونچ چکی ہے۔

جمعیت اقوام کی کونسل کے پرائیویٹ اجلاس میں [illegible] کے ممبر نے تجویز پیش کی کہ جمعیت اقوام کے ارکان عارضی طور پر اپنے چندوں میں اضافہ کرلیں۔ مگر برطانوی ممبر نے اس کی مخالفت کی اور تجویز پیش کی۔ کہ ان حکومتوں کو جن کی طرف سے چندہ وصول نہیں ہوتا۔ جمعیت کی رکنیت سے محروم کردیا جائے۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ موجودہ صورت ہی برقرار رہے اور ادائیگیوں کی وصولی کی کوشش کی جائے۔

کلکتہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ماہ اپریل میں بنگال کے مختلف حصص میں ایک سو سے زائد ڈاکے پڑے۔ گذشتہ اپریل میں ڈاکوں کی تعداد دو سو پچاس تھی۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے ہندوستانی وفد نے ۲۴ مئی کو اپنے ایک جلسہ میں پروگرام پر تفصیلی بحث کی اور فیصلہ کیا کہ مقررین میں چوہدری ظفر اللہ خاں۔ ڈاکٹر امبیدکر، سر عبد الرحیم سر ہری سنگھ گوڑ۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں اور سر اے پی پیٹرو شامل ہوں۔ اکثر مقررین وائٹ پیپر کی تجاویز کی بنا پر تقریریں کریں گے۔ اور ممکن ہے اس رائے کا بھی اظہار کیا جائے کہ فیڈریشن کی تاریخ مقرر کردی جائے۔

۲۴ مئی کی رات کو امرتسر ریلوے سٹیشن سے پرے ریل گاڑی پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ ایک نوجوان جس کے پاس ریوالور تھا عورتوں کے ڈبہ میں گھس گیا۔ اور ریوالور سے ڈرا دھمکا کر ہزاروں روپے کے زیورات اور نقدی لوٹ کر لے گیا۔

جاپانی لڑکیوں نے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں سکولوں میں جنگی مشق کرائی جائے۔ تاکہ وہ جنگ کے وقت وطن کی خدمت کرسکیں۔

مسٹر میکڈانلڈ نے ایمپائر ڈے کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سیلف گورنمنٹ کے لئے ہندوستانیوں کا مطالبہ ایک قدرتی بات ہے۔ اور یہ اس تعلیم کا نتیجہ ہے جو ہم نے ہندوستانیوں کو دی۔ اور ان سیاسی اسباق کا جو ہم نے انہیں پڑھائے۔

بنارس میں سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اچھوت ادھار کے متعلق تمام قسم کے جلوسوں کی ممانعت کردی ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ چھوت چھات دور کرنے کے متعلق بہت کچھ اختلافات ہے اور اس سلسلہ میں بعض تصادم بھی ہوچکے ہیں اس لئے پہلے سے اجازت حاصل کئے بغیر اچھوت ادھار کی تحریک کے سلسلہ میں کوئی جلوس نہ نکالا جائے۔

نواب سر ذوالفقار علی خاں رکن مجلس آئین ساز جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے برادر خورد تھے۔ ۲۶ مئی کو [illegible] دن میں وفات پاگئے۔ آپ عرصہ دراز سے علیل تھے۔

گاندھی جی کی صحت کے متعلق ۲۶ مئی کو پونہ میں حسب ذیل سرکاری بلیٹن شائع ہوا "گاندھی جی نے شب نہایت آرام سے بسر کی۔ سوائے اس کے کہ پہلے کی نسبت نقاہت زیادہ محسوس ہورہی ہے۔ آپ کی صحت کی عام حالت بالکل پہلے کی طرح ہے" علاوہ ازیں ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر بی سی رائے نے مندرجہ ذیل بیان دیا۔ گاندھی جی کے برت کا انیسواں دن شروع ہوگیا ہے باوجود اس کے کہ آپ نے ایام برت میں اب تک سادہ پانی۔ وشی وانر سنگھ گڑھ کا پانی اور سوڈا پانی کا رب استعمال کیا ہے۔ ایشور نے آپ کو ہر قسم کی پیچیدگی سے بچا رکھا ہے۔ ہمیں اس بات کا کامل یقین ہے کہ برت کے بقیہ گھنٹے بھی بلا خطر گذر جائیں گے البتہ برت کے بعد تین ہفتے تک گاندھی جی کی خاص نگہداشت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان ایام میں ان کی حالت بدستور نازک رہے گی۔

سول اینڈ ملٹری گزٹ اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ پنجاب پولیس طویل تفتیش کے بعد بڈھلاڈا ضلع حصار کے حادثہ کے سلسلہ میں تمام مشتبہ اشخاص کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے جرم مفروضہ مددگاروں اور مجرموں کو پناہ دینے والوں کا بھی سراغ لگالیا ہے۔

تخفیف اسلحہ کی کانفرنس کے جنرل کمیشن میں لفظ "حملہ آور" کی تشریح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل پانچ افعال جارحانہ کارروائی کے مترادف قرار دئیے گئے ہیں۔ ۱۔ اعلان جنگ۔ ۲۔ اعلان جنگ کے بغیر مسلح فوجوں سے حملہ کرنا ۳۔ کسی حکومت یا اس کے جہازوں یا ہوائی جہازوں کا خشکی سمندر یا ہوا میں حملہ کرنا۔ ۴۔ کسی حکومت کے ساحل یا بندرگاہوں کی بحری طاقت سے بندش کرنا۔ ۵۔ کسی حکومت پر حملہ آور مسلح جماعتوں کی امداد کرنا۔

مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر و مالک پیسہ اخبار چند دن نمونیہ سے بیمار رہنے کے بعد ۲۷ مئی کو لاہور میں وفات پاگئے۔ آپ کی عمر ۷۲ برس تھی سکھلگ [illegible]

عبد الرحمن [illegible] نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی